سوال

(191)فرض نماز کے بعد امام کا مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر دعا کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

فرض نماز کے بعد امام کا مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر دعا کرنا

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ہمارے یہاں کشمیر کی بعض مساجد اہل حدیث میں نماز فرض کی ادائیگی کے بعد، بعد سلام امام ہاتھ اٹھا کر مقتدیوں کی طرف رخ پھیر کر، زور زور سے دعا مانگتا ہے اور مقتدی زور زور سے آمین کہتے ہیں۔ اور بعض مساجد میں یہ طریقہ نہیں ہے بلکہ امام اور مقتدی انفرادی صورت میں خاموشی سے دعا مانگتے ہیں۔ البتہ کلمات مسنونہ وماثور کا پڑھنا اور نفس دعا سے بفضلہ تعالیٰ کسی کو انکار نہیں ہے۔

چند سال پہلے ایسا ہوا کہ میں نے مسجد اہل حدیث مالنہ سرین نگر میں اجتماعی صورت میں دعا مانگنا ترک کیا، کیوں کہ ''صحیحین،، کے علاوہ ''نسائی،، الروضۃ الندیہ،، سبل السلام،، نیل الاوطار،، فتح الباری،، مجمع الزوائد،، اور آپ کی تصنیف... ''مرعاۃ المفاتیح،، میں ایسی کوئی حدیث نظر سے نہیں گزری، جس سے ثابت ہوتا ہو کہ مکتوب سے سلام پھیرنے پر امام بلند آواز سے دعا مانگے اور مقتدی زور زور سے آمین کہتے جائیں۔ بلکہ ائمۃ الہدی نے اس طریقہ سے اختلاف کیا ہے چنانچہ مجد الدین فیروز آبادی صاحب القاموس 'سفر السعادۃ، میں لکھتے ہیں کہ: ''وہ دعا کہ جو بعد سلام کے کرتے ہیں یہ عادت پیغمبر کی نہ تھی اور یہ حدیث سے ثابت نہیں ہوتا اور بدعت حسنہ ہے۔،، (سفر السعادۃ اردو مطبوعہ لاہور)

اور سبل السلام مطبوعہ مطبعۃ الاستقامۃ بالقاہرہ 1357ھ(1 307پر): ''ودعا الإمام مستقبل القبلة، مستدبر اللمأمين، ولم يأت به سنة،،. اسی کتاب کی جلد چہارم باب الذکر والدعاء ص: 325پر ہے: ''واما هذه التى يفعلها الناس فى الدعاء بعد السلام من الصلاة، بأن يبقى الإمام مستقبل القبلة والمؤتمون خلفه يدعون، فقال ابن القيم: لم يكن من ذلك هدى النبى صلى الله عليه وسلم، ولا روى عنه فى حديث صحيح ولا حسن،،

اسی طرح اخبار ترجمان دہلی جلد: 11شمارہ: 22ص: 4پر بحوالہ ''فتاویٰ،، علامہ ابن تیمیہ برد اللہ مضجعہ جلد دوم ص: 180ایک فتوی چھپا ہے جس میں علامہ موصوف کے الفاظ یوں ہیں: ''الحمد لله لم يكن النبى صلى الله عليه وسلم يدعو هو والمأمون عقيب الصلوة الخمس، كما يفعله بعض الناس عقيب الفجر والعصر، ولا نقل ذلك عن أحد، ولا أستحب ذلك أحد من الائمة،، (مجموع فتاوى شيخ الاسلام احمد بن تيمية 22/512) الخ

اس لیے آپ کی خدمت میں چند گزارشات ارسال ہیں، امید ہے کہ تسلی بخش جواب سے مشکور فرمائیں گے؟۔ واللہ الموفق والمعین۔

اولا : مکتوبات یعنی گ : فرض نمازوں سے سلام پھیر کر امام مقتدیون کی طرف مڑی (جب کہ سنت سے ثابت ہے) اورزورزور سے (یعنی بالجھر) ہاتھ اٹھا کر دعامانگے اور مقتدی بھی آمین کہتے جائیں ، توکیا یہ صورت أقرت إلی السنہ ہے یا ابعد ؟ ۔ اوراگر امام سلام پھیر کر اجتماعی صورت میں نہیں بلکہ انفرادی صورت میں کلمات ماثورہ پڑھ کر دعامانگے ، اور ماموین بھی اپنی اپنی خواہشات اور حاجات کے مطابق ہاتھ اٹھا کر یا اٹھائے بارہ گاہ صمدیت میں دست بدعا ہوں ، تو اس صورت میں امام اور ماموین گناہگار تو نہ ہوں گے ؟ ۔

ثانیا : فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص : 328 پر مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے بعد نماز مکتوبہ امام کا دعا مانگنا اور مقتدی کا اس میں آمین کہہ کر شرکت کو جائز قرار دیا ہے ۔ اور اس جواز کےلیے ابن کثیر میں مرقوم روایت کو بطور سند پش کیا ہے ، لیکن اس روایت کو بغور پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ نے آمین نہیں کہی ہے ۔ پوری حدیث تفسیر ابن کثیر طبع مصر (عیسیٰ البانی الحلبی وشرکاوَہ) جلد اول کے ص : 542 پر سورہ نساء کی آیات 97تا100 کی تفسیر میں روایت بخاری کے بعد یوں ہے : ''وقال ابن أبی حاتم حدثنا أبی حدثنا أبو معمر المقری حدثنی عبدالوارث حدثنا علی ابن زید عن سعید بن المسیب عن أبی ہریرۃ : أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدہ بعد ماسلم ، وہو مستقبل القبلۃ ، فقال : اللھم خلص الولید بن الولید وعیاش بن ابی ربیعۃ وسلمۃ بن ہشام وضعفہ المسلمین الذین لا یستطیعون حیلۃ ولا یہتدون سبیلا من أید الکفار ،،

اس کے بعد مزید ایک روایت یوں درج کی ہے : ''وقال ابن جریر حدثنا المثنی حدثنا حجاج حدثنا حماد عن علی بن زید عن عبداللہ أو ابراہیم بن عبداللہ القرشی عن ابی ہریرۃ : أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یدعو فی دبر صلوۃ الظہر ، اللھم خلص الولید وسلمۃ بن ہشام وعیاش بن أبی ربیعۃ وضعفۃ المسلمین من أیدی المشرکین ، الذین لا یستطیعون حیلۃ ولا یہتدون سبیلا ''.

اسماء الرجال کی کتابیں نہ ہونے کی بناء پر ہم میں اتنی علمی صلاحیت نہیں کہ روایت ابن ابی حاتم اور روایت ابن جریر الطبری کی سند پر کچھ کلام وبحث یعنی : جرح وتعدیل سے کام لیں ، اس لیے آپ کی طرف رجوع کی ضرورت لاحق ہوئی ، البتہ اتنا ضرور عرض کریں گے کہ اگر یہاں مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم کی طرح تعمیم بعد تخصیص سے کام لیں یا اجتہادی کارنامہ انجام دیں تو فرمان مصطفوی علی صاحبہ الصلاۃ والتسلیم : ''العلم ثلاثۃ آیۃ محکمۃ أو سنۃ قائمۃ أو فریضۃ عادلۃ ،، پر بظاہر عمل نہیں ہوگا ۔ اگرچہ اہل حدیث کا منصب یہی ہے کہ سنت ثابتہ کی تلاش کرے ۔ ہماری نظر سے یہ حدیث نیل الاوطار اور اعلام الموقعین اور مرعاۃ میں بھی گزری ہے ۔

بعض روایت میں لفظ ''سنۃ قائمۃ ،، کے بدلے سنۃ ثابتۃ ،، نظر سے گزرا ہے ۔ نیز حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو چھینگ کے موقعہ پر ''الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ ،، پڑھنے پر فرمایا کہ ''أنا أقول الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ ، ولیس ہکذا علمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،، اور روایت بخاری میں حضرت براء بن عازب کو ''رسولک الذی أرسلت ،، آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہی کہو جو کچھ ہم نے کہا ہے ۔ یعنی : ''ونبیک الذی أرسلت ،، بظاہر یہ دونوں روایتیں اور واقعے مولانا امرتسری صاحت کے فتویٰ سے مطابقت نہیں رکھتے ۔ مرعاۃ جلد سوم ص : 279 کی عبارت ''کان یدعو کثیرا ، کما فی الصلوۃ والطواف وغیرہما من الدعوات المأثورۃ ، دبر لاالصلوات وعند النوم وبعد الأکل ، ولم یرفع یدیہ ولم یمسح بہما وجہہ ،، کی عبارت بظاہر میرے طریق کار کی موید ہے ۔

ثالثا : ''البلاغ المبین فی اتباع خاتم النبیین ،، منصفہ شیخ محی الدین مرحوم کے ص : 269 پر ابن ابی شیبہ کی روایت یوں درج ہے ۔ ''روایت کیا ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اسود العامری سے ، اس نے اپنے باپ سے کہ کہا نماز پڑھی میں نے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے فجر کی ، پس جب سلام پھیرا ، اٹھائے دونوں ہاتھ اپنے ، دعا کے لیے اور دعا کی ۔ (آخر حدیث تک) اس کے بعد موصوف نے ساری روایت درج نہیں کی ہے ۔ حالاں کہ ان الفاظ سے بھی مقتدیوں کا آمین کہنا ثابت نہیں ہوتا ۔

مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی نے ''صلاۃ الرسول ،، کے ص : 311 پر یہی روایت یوں لکھی ہے حضرت عامر کہتے ہیں : ''صلیت الفجر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما سلم رفع یدیہ ودعا ،، (ابن ابی شیبہ) مصنف ابن ابی شیبہ میرے پاس نہیں ہے ، اور نہ ان دو کتابوں کے علاوہ کسی اور کتاب میں روایت نظر سے گزری ہے ۔ اس لیے آپ سے سوال ہے کہ یہ روایت صحیح ہے یا کہ غیر صحیح ؟ نیز ابن کثیر کی دونوں روایات ابن ابی حاتم اور ابن جریر الطبری کے بارے میں لکھیں کہ یہ صحیح ہیں کہ غیر صحیح ؟

میں بحمد اللہ لیل ونہار ، سفر وحضر ، خلوت وجلوت غرض ہر ساعت میں بارہ گاہ صمدیت میں دعا مانگتا ہوں اور دعا مانگنے کو عبدیت کا ایک خاص شرف سمجھتا ہوں ، کیوں کہ آیات واحادیث بکثرت دعا مانگنے کا مطالبہ کررہی ہیں اور بظاہر آپ ہی کے الفاظ ''إعلم ان الدعاء والتضرع من اشرف أنواع الطاعات وأفضل العبادت ،، (مرعاۃ جلد سوم : 394 لیتھو)

کاقائل اورعامل ہوں ، البتہ اپنی تحقیق کے مطابق مکتوبات کے بعد روزانہ پانچ وقتوں میں ، یا جمعہ کے دن فرض نماز کے بعد، امام کا ہاتھ اٹھانا اورمقتدیوں کا آمین آمین کہنا، یہ مجھے سنت سے اقرب دکھائی نہیں دیتا ، بلکہ ابعد معلوم ہوتا ہے باقی اوقات وامکنہ مثلا : سحری کا وقت ۔ افطار کا وقت ۔ میدان جہاد میں التقاء الصفوف کا وقت اور عندروَیہ الکعبۃ ودیگر مقامات کے بارے میں مجھے الحمداللہ کوئی شک نہیں ۔ اسی طرح خطبہ جمعہ میں بھی دعا مانگنا اور مجالس وعظ و تبلیغ میں دعا مانگنا میری عادت ہے ، جس کے لیے مجمع الزوائد میں اجازت مروی ہے ۔ البتہ دعاء قنوت کی طرح ''ویؤمن من کان خلفہ ،، پانچوں نمازوں میں امام کا دعا مانگنا اور مقتدیوں کا آمین کہنا اس کے لیے کوئی حدیث صحیح نظر سے ابھی تک نہیں گزری ۔ اس لیے آپ سے التماس ہے کہ مسئلہ کی صحیح حقیقت آپ کے نزدیک کیا ہے ؟

(المستفتی : عبدالرشید بٹ طاہری، بٹہ مالو دیارونی، سری نگر (چیف مبلغ مسجد اہل حدیث، بٹہ مالو)

امور مستفسرہ کے مختصر جوابات

(1) پنجگانہ فرض نمازوں سے سلام پھیرنے کے بعد اذکار ماثورہ پڑھ کر یا بغیر پڑھے ہوئے، امام کا مقتدیوں کی طرف رخ کر کے دونوں ہاتھ اٹھا کر زور زور سے دعا مانگنا، اور مقتدیوں کا ہاتھ اٹھا کر زور زور سے آمین آمین کہتے جانا ۔ دعا

کی ہیئت کذائی ، نہ رسول اللہ ﷺ سے صراحۃ منقول ہے، اور نہ آپ کے بعد صحابہ سے ، نہ بسند صحیح نہ بسند ضعیف ۔

البتہ فرض نمازوں کے بعد آنحضرت ﷺ کا بلند آواز سے دعا کرنا متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے اور ثابت ہے ۔ ملاحظہ ہو :

'' عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ،، میں حدیث ام سلمہ :108، حدیث ابوبکر :109، حدیث انس بن مالک :110، حدیث زید بن ارقم :111، حدیث ابوامامہ :113، حدیث انس بن مالک :117، وحدیث :118، وحدیث ابوبرزہ اسلمی :124 وحدیث عبادہ بن الصامت :125 اور ملاحظہ ہو : مجمع الزوائد 9 110 میں حدیث عائشہ بروایت طبرانی فی الاوسط ، وحدیث ابی الملیح بن اسامہ عن ابیہ بروایت بزار ، وحدیث انس بن مالک بروایت طبرانی فی الاوسط والبزار، نیز حدیث انس بروایت بزار ، ونیز حدیث انس بروایت طبرانی فی الاوسط ، وحدیث ابی ایوب بروایت طبرانی فی الصغیر والاوسط ، وحدیث ام سلمہ بروایت طبرانی فی الصغیر ، وحدیث ابوبرزہ اسلمی بروایت طبرانی ، وحدیث ابوموسیٰ بروایت طبرانی فی لاوسط ، ان سے بعض روایتیں کتب سنن میں بھی مروی ہیں ، ان احادیث میں سے اکثر متکلم فیہ ہیں جیساکہ حافظ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں ذکر کیا ہے ، لیکن ان میں سے کسی پر موضوع ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا ، اور مجموعی طور پر ان سے فرض نماز سے سلام پھیرنے کے بعد امام کا بلند آواز سے دعا کرنا ثابت ہوتا ہے ۔ ہاں البتہ ان سب میں اس بات کا احتمال ہے کہ آپ نے بلند آواز سے دعا اس لیے نہیں کی تھی کہ فرض نماز کے بعد بلند آواز یعنی : زور زور سے دعا کرنے کی مشروعیت بیان فرمائیں ، بلکہ آپ کا اونچی آواز سے دعا کرنا محض اس مقصد سے تھا کہ لوگوں کو فرض نماز کے بعد نفس دعا کرنے کی مشروعیت معلوم ہوجائے ، جیساکہ اکثر علماء اہل حدیث نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ اور دعاؤں کو بلند آواز کے ساتھ پڑھنے کی یہی توجیہ کرتے ہیں یا امام شافعی نے الجہر بالذکر بعد السلام من المکتوبۃ کی روایات کو تعلیم امت لمشروعیۃ بعد السلام من المکتوبۃ پر محمول کیا ہے ۔

فرض نمازوں کے بعد دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرنا بھی آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے کما سیأتی ۔ جن روایات میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا ذکر آیا ہے ، اگرچہ ان میں سے ہر ایک پر کلام کیا گیا ہے ، مگر وہ کلام ایسا نہیں ہے کہ جس سے ان احادیث پر موضوع ہونے کا حکم لگایا جاسکے کما سیجئ – اس لیے ان سے امام کے لیے فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا جواز یا استحباب ثابت ہونے میں کوئی شبہ نہیں ۔ اورچوں کہ کسی روایت سے اس طرح دعا کرنے کی خصوصیت آنحضرت ﷺ کے لیے امام کے لیے ثابت نہیں ہے ، اس لیے فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ، امام اور مقتدی دونوں کے لیے جائز ہوگا ۔ واللہ اعلم ۔

جو لوگ امام کی دعا پر مقتدیوں کے زور زور سے آمین آمین کہنے کے قائل ہیں ۔ ان کے اس قول کی بنیاد قیاس ہے ۔ وہ دعا بعد المکتوبۃ کو دعاء قنوت نازلہ پر قیاس کرتے ہیں ۔ آں حضرت ﷺ سے قنوت نازلہ میں مستضعفین مکہ کے حق میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر بلند آواز سے دعا کرنا اور آپ کے پیچھے مقتدی صحابہ کا آمین کہتے جانا ثابت ہے ۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ : دعا کی اس ہیئت کذائی کے قنوت نازلہ کے ساتھ مخصوص ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے ۔ لہذا فرض نماز سے سلام پھیر نے کے بعد بھی امام کے دونوں ہاتھ اٹھا کر بلند آواز سے دعا کرنے پر مقتدیوں کا زورزور سے آمین کہنا جائز ہونا چاہیے ۔

فرض نماز کے بعد امام کی دعاء پر مقتدیوں کے آمین کہنے کے جواز پر اس حدیث کے عموم سے بھی استدلال کیا جاتا ہے جو مجمع الزوائد : 10، 170 میں باین الفاظ مذکور ہے : ''عن ابی ہریرۃ عن حبیب بن مسلمۃ الفہری وکان مستجابا، أنہ قال للناس : سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول : لا یجتمع ملأ فید عو بعضھم ویؤمن سائرھم إلا أجابھم اللہ، الحدیث رواہ الطبرانی قال الہیثمی بعد ذکرہ : رجالہا الصحیح، غیرابن لہیعۃ، وھوحسن الحدیث،، انتھی ۔

یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ : مقتدیوں کو عام طور پر ادعیہ ماثورہ یاد نہیں ہوتیں اوران کو اپنی زبان میں دعا کرنے میں تکلف یا جھجھک محسوس ہوتی ہے، اس لیے یا تو وہ خاموش رہ کر امام کی دعا سننے پر اکتفا کرتے ہیں ۔ یا امام کے ہر دعائیہ جملہ پر آمین آمین کہتے ہیں ۔ اور امام کے آہستہ دعا کرنے کی صورت میں بلکل چپ بیٹھے رہتے ہیں ۔ پس بہتر یہ ہے کہ امام بلند آواز سے دعا کرے اور مقتدی خاموش رہنے کے بجائے بلند آواز سے آمین آمین کہہ کر اللہ سے دعا کی قبولیت کی درخواست اور سوال کریں ۔

ہمارے نزدیک اولیٰ اوراقرب الی السنۃ یہ بات ہے کہ امام سلام پھیر کر اذکار ماثورہ پڑھنے کے بعد مقتدیوں کی طرف مڑکر دونوں ہاتھ اٹھا کر ادعیہ ماثورہ سرّاً پڑھے ، اور مقتدیوں کے لیے جائز ہے کہ ہاتھ اٹھا کر ادعیہ ماثورہ آہستہ آہستہ پڑھیں ،

اور اگر ادعیہ ماثورہ یاد نہ ہوں تو اپنی اپنی خواہش اور حاجت کے مطابق زبان میں دعا کریں، خواہ یہ اجتماعی شکل میں ہو یا انفرادی صورت میں ۔ ارشاد ہے : ''ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ،، اور آنحضرت ﷺ کا جہر کے ساتھ دعا کرنا جیسا کہ احادیث محولہ بالا سے معلوم ہوتا ہے بیان مشروعیت جہر بالدعاء بعد السلام من المکتوبۃ او من التطوع کے لیے نہیں تھا ۔ بلکہ بظاہر دعا بعد السلام کی تعلیم کے لیے اور اس کی مشروعیت بیان کرنے کے لیے تھا ۔ واللہ اعلم ۔

اور کسی امر کے بطور عبادت مشروع و مسنون ہونے کے لیے نص خاص صریح ضرورت ہوتی ہے ، اس کے لیے قیاس کافی نہیں ہے ۔ واللہ اعلم ۔

رہ گئی حبیب بن مسلمہ فہری کی حدیث ۔ تو اس کے عموم سے استدلال کے جواب میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ صلوۃ مکتوبہ یا تطوع کے بعد کی دعا کے علاوہ دوسرے اوقات کی ہنگامی دعاؤں پر محمول ہے ۔

شب وروز کے چوبیس گھنٹوں میں پانچ مرتبہ مسجد نبوی میں نماز باجماعت ہوتی تھی ۔ صحابہ کا جم غفیر آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتا تھا ۔ اگر آپ ﷺ کا اور صحابہ کا دعا کی مذکورہ ومروجہ ہیئت کذائی پر عمل ہوتا، یعنی : آپ ﷺ کی دعا کے ساتھ صحابہ کے آمین آمین کہنے کا دستور ہوتا تو ضرور منقول ہوتا ۔ محرک ودواعی نقل موجود ہونے اور مانع کے مرتفع ہونے کے باوجود عدم نقل، دلیل ہے عدم وقوع اور ترک کی لہذا حبیب بن مسلمہ فہری کی حدیث سے اس ہیئت کذائی پر استدلال مخدوش ہے ۔ واللہ اعلم ۔

(2) حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری نے فرض نماز کے بعد امام کی دعا میں

مقتدیوں کے شریک ہوکر آمین کہنے پر ابن ابی حاتم کی محولہ روایت سے جو تفسیر ابن کثیر میں مذکور ہے استدلال نہیں کیا ہے ، بلکہ ان کے استدلال کی بنیاد صرف اس قدر ہے کہ دعا کے ساتھ آمین کہنا چوں کہ شرعاً ثابت ہے اور مقتدی امام کی دعا میں شریک ہوجاتے ہیں ، اس لیے اس اجتماعی دعا میں آمین کہہ سکتے ہیں ۔

کیوں کہ اصولاً ثابت شدہ امر عام رکھنا چاہیے ۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ استدلال مخدوش ہے جیسا کہ حبیب بن مسلمہ کی حدیث سے استدلال کے جواب میں گزر چکا کہ یہ عموم اس خاص صورت کے علاوہ کے لیے ہے ۔ واللہ اعلم ۔

(3) وہ احادیث کہ جن سے فرض نماز کے بعد دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرنے

کے جواز پر استدلال کیا جاتا ہے، ان میں سے پہلی حدیث حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے جسے ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے۔ جس کے الفاظ آپ نے تفسیر ابن کثیر سے نقل کئے ہیں، اس حدیث کو ابن جریر نے بھی روایت کیا ہے لیکن اس میں دونوں ہاتھوں کے اٹھانے کا ذکر نہیں ہے۔

اس حدیث پر سنداً اور معنی دونوں طرح کلام کیا گیا ہے، اس کی سند میں علی بن زید بن جدعان واقع ہیں اور وہ متکلم فیہ راوی ہیں۔

حافظ نے ''تقریب،، میں اور اکثر محدثین نے انہیں ''ضعیف سیٔ الحفظ،، بتایا ہے اور امام ترمذی نے ان کے بارے میں کہا ہے ''صدوق، اِلاأنہ ربما رفع الشئَ الذی یوقفہ غیرہ،، (تہذیب التہذیب 323/7). اور ساجی نے کہا ہے: ''کان من أہل الصدق و یحتمل الروایۃ الجلہ عنہ، ولیس یجری مجری من اجمع علی ثبتہ،، (التہذیب 7/224) عجلی کہتے ہیں: کان یتشیع لا بأس بہ، وقال مرۃ: یکتب حدیثہ ولیس بالقوی،، (معرفۃ الثقات العجلی (1298)2/154 والتہذیب 7/323) اور یعقوب بن شیبہ نے کہا ''ہو ثقۃ صالح الحدیث، والی اللین ماہو،، اور تہذیب التہذیب (7 324) میں ہے: روی لہ مسلم مقرونا بغیرہ،، اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ علی بن زید مختلف فیہ راوی ہیں اور ایسے راوی کی روایت کردہ حدیث ضعیف تو کہی جا سکتی ہے لیکن ناقابل اعتبار و استشہاد نہیں ہوتی اور اس پر موضوع ہونے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ بالخصوص جبکہ اس کی مؤید دوسری غیر موضوع روایات موجود ہوں۔

اور معنوی کلام اس میں یہ کیا جاتا ہے کہ اس حدیث کا امام بخاری نے اپنی صحیح کے متعدد ابواب میں روایت کیا ہے، لیکن اس میں اس کی تصریح ہے کہ آپ نے دعاء مذکور نماز میں مانگی تھی۔ نیز یہ کہ یہ مخصوص دعاء قنوت تھی جو رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کی گئی تھی۔ اس کا فرض نماز کے بعد دعا کے مروج طریقہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے جواب میں بطور تطبیق کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے دعا مذکور نماز کے اندر رکوع کے بعد بھی کی تھی اور نماز سے سلام پھیرنے کے بعد بھی مانگی تھی، بخاری کی روایت میں پہلی صورت کا ذکر ہے اور ابن ابی حاتم اور ابن جریر کی روایت میں دوسری صورت کا، مستضعفین کی خلاصی کے لیے دعا نماز کے اندر کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔

دوسری حدیث انس کی ہے جسے ابن السنی نے عمل الیوم واللیلہ ص: 48 میں عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن القرشی عن خصیف عن انس کے طریق سے روایت کیا ہے۔ شروع کے الفاظ یہ ہیں: ''مامن عبد بسط کفیہ فی دبر کل صلاۃ، ثم یقول: اللہم الہی والہ ابراہیم واسحاق ویعقوب،، الخ اس حدیث پر بھی سنداً کلام کیا گیا ہے۔ اس کے راوی خصیف بن عبدالرحمن کے بارے میں حافظ لکھتے ہیں: ''صدوق سیٔ الحفظ خلط بآخرہ،، (تقریب ص: 324) اور ابن حبان لکھا ہے: ''وترکہ جماعۃ من ائمتنا واحتج بہ آخرون، وکان شیخا صالحا فقیہا عابداً، اِلاأنہ کا یخطیٔ کثیرا، فما یروی و یتفرد عن المشاہیر بما لا یتابع علیہ، ہو صدوق فی روایتہ، اِلاأن الاِنصاف فیہ قبول ماوافق الثقات فی الروایات، وترک مالم یتابع علیہ، وقد حدث عبدالعزیز عنہ عن أنس بحدیث منکر ولایعرف لہ سماع من أنس،، انتہی. کذا فی تہذیب التہذیب 3/144.

اور خصیف کے شاگرد عبدالعزیز بن عبدالرحمن قرشی ''میزان الاعتدال،، (2 631، رقم الترجمہ: 5112) کے رجال میں سے ہیں حافظ ذہبی ان کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: ''عبدالعزیز بن عبدالرحمن البالسی عن خصیف، اتہمہ الاِمام أحمد، وقال ابن حبان، کتبنا عن عمر بن سنان عن اسحاق بن خالد عنہ نسخۃ شبیہا بمائۃ حدیث مقلوبۃ، منہا مالا أصل لہ، ومنہا ماہو ملزق بانسان لایحل الاحتجاج بہ، وقال النسائی وغیرہ: لیس بثقۃ، وضرب أحمد بن حنبل علی حدیثہ،، انتہی اور حافظ ''تہذیب التہذیب،، (3/144) میں خصیف کے ترجمہ لکھتے ہیں: ''قال ابن عدی: اِذا حدث عن خصیف ثقۃ فلا بأس بحدیثہ ورایاتہ، اِلاأن یروی عنہ عبدالعزیز بن عبدالرحمن، فاِن روایاتہ عنہ بواطیل، والبلاء من عبدالعزیز لا من خصیف،، انتہی. معلوم ہوا کہ عبدالعزیز بن عبدالرحمن عن خصیف عن انس کی یہ روایت سخت مجروح اور ضعیف ہے اور صرف یہ تنہا اس لائق نہیں ہے کہ اس سے رفع الیدین فی الدعاء بعد الصلاۃ المکتوبۃ پر استدلال کیا جائے۔ واللہ اعلم۔

تیسری حدیث عبداللہ بن زبیر کی ہے جسے حافظ ہیثمی نے ''مجمع الزوائد،، 10 169 میں بایں الفاظ ذکر کیا ہے: ''عن محمد بن ابی یحیی قال رأیت عبداللہ بن الزبیر، ورأی رجلا رافعا یدیہ، یدعو قبل أن یفرغ من صلاتہ، فلما فرغ منہا قال: اِن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یرفع یدیہ حتی یفرغ من صلوتہ، قال الہیثمی: رواہ الطبرانی وترجم لہ فقال: محمد بن ابی یحیی الأسلمی عن عبداللہ بن الزبیر ورجالہ ثقات،، انتہی. محمد بن ابی یحیی مذکور ابوداود، ترمذی فی الشمائل، نسائی، ابن ماجہ کے رجال میں سے ہیں ان کو حافظ نے صدوق لکھا ہے (تقریب ص: 324) اور عجلی نے ان کی توثیق کی ہے (معرفۃ الثقات 2 257(1660)

(2)اور ابن شاہین نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ ''فیہ لین،،(التہذیب 9 523) معلوم ہوا کہ یہ روایت حسن سے کم درجہ کی نہیں ہے۔

چوتھی حدیث اسود عامرے عن ابیہ کی ہے۔جو بحوالہ ابن ابی شیبہ بایں لفظ ذکر کی جاتی ہے: ''عن الأسود العامری عن أبیه قال: صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیه الفجر، فلما سلم انحرف ورفع یدیه ودعا،،الحدیث. حضرت الشیخ علامہ مبارکپوری ''تحفۃ،، 1 246 میں لکھتے ہیں: ''رواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفه، کذا ذکر بعض الاعلام ہذا الحدیث بغیر سند وعزاہ الی المصنف، ولم أقف علی سندہ فاللہ تعالی أعلم کیف ہو؟ صحیح أو ضعیف؟،، انتہی کلام الشیخ. اس روایت کو انہیں لفظوں کے ساتھ شیخ محی الدین مرحوم نے ''البلاغ المبین،، میں اور مولانا محمد صادق سیالکوٹی نے ''صلوۃ الرسول،، میں لکھا ہے، جیسا کہ آپ نے اپنے سوال میں تحریر فرمایا ہے۔اور اسی طرح ''فتاویٰ نذیریہ،، 1 245۔252 میں بھی مرقوم ہے۔

غالباً مولانا سیالکوٹی نے یہ روایت ''فتاویٰ نذیریہ،، 1 265 266 سے لی ہے۔فتاویٰ 1 265 میں روایت بایں لفظ مذکور ہے: ''عن الأسود بن عامر عن أبیه قال: صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیه الفجر، فلما سلم انحرف ورفع یدیه ودعا،،الحدیث. فتاویٰ میں تینوں مقام پر یہ حدیث مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے سے نقل کی گئی ہے، معلوم نہیں کہ ان تینوں مقام کے اصل مفتی حضرات (مولوی عین الدین، مولوی عبدالغفور، مولوی عبدالرحیم مرحومین) نے اصل کتاب ''مصنف ابن ابی شیبہ،، سے براہ راست نقل کی ہے یا کسی اور کتاب سے؟ کہ جس کے مصنف نے یہ حدیث مذکورہ سند اور لفظ کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ سے نقل کی ہو۔واللہ اعلم۔

بہر حال یہ روایت فرض نماز سے سلام پھیرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے پر دلالت کرنے میں صریح ہے،اور جس قدر ٹکڑا سند کا ''فتاویٰ نذیریہ،، کے تینوں مقاموں میں مذکور ہے بالخصوص ص:265 میں،اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسود عامری تابعی ہیں۔اور ان کے باپ کا نام عامر ہے،اور وہ صحابی ہیں جنہوں نے آنحضور ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز ادا کرنے اور سلام پھیرنے کے بعد آپ کے مقتدیوں کی طرف منہ پھیر کر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کو دیکھا ہے،اور اپنے بیٹے اسود اس واقعہ کو بیان کیا ہے،اور ان تینوں مقاموں میں ''الحدیث،یا''الخ،،کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ''مطولا،،مروی ہے جس کو خود مصنف یا کسی راوی نے مختصراً بیان کیا ہے،یا مذکورہ مفتی صاحبان نے حدیث کا بقیہ حذف کرکے ''الحدیث''الخ،، لکھ کر اس کی طرف اشارہ کردیا ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ کے دو ابتدائی جزء جو مولانا عبدالتواب صاحب ملتانی مرحوم کے اہتمام سے لیتھو پر طبع ہوئے ہیں اور تین ابتدائی حصے جو ٹائپ پر مطبع عزیزیہ حیدرآباد دکن میں 1386ھ میں چھپے ہیں اور اس کے دس اجزاء مطبوعہ الدار السلفیہ بمبئی اس وقت ہمارے سامنے ہیں اس حدیث کے ذکر کے لیے دو مقام اور محل مناسب ہیں: ایک: ''کتاب الصلوۃ باب الانحراف بعد السلام،،اور دوسرا مقام: ''کتاب الادعیۃ، باب الدعاء برفع الیدین بعد السلام،،کتاب الصلوۃ اور کتاب الادعیۃ میں تو یہ حدیث مذکورہ آخری سند ولفظ کے ساتھ موجود نہیں ہے،اور ہم کو اطمینان نہیں ہے کہ مذکورہ سند الفاظ محفوظ ہوں۔

اولاً: اس وجہ سے کہ ہمارے پاس موجود اسماء الرجال کی کتابوں میں ''اسود بن عامر،،اسود بن عامری،،نام کا تابعی اور''عامر،،نام کا صحابی جس سے ان کے بیٹے اسود اس واقعہ کو روایت کرتے ہوں نہیں ملے۔

دوسرے: یہ کہ مصنف ابن ابی شیبہ 1 205 مطبوعہ ملتان اور 1 302 طبع حیدآباد ''من کان یستحب اذا سلم ان یقوم أو ینحرف،،میں ایک حدیث بایں سند والفاظ مذکور ہے: ''حدثنا ہشیم قال نا یعلی بن عطاء عن جابر بن یزید بن الاسود العامری عن ابیه قال: صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم، فلما سلم انحرف،،اور 4/372. باب یصلی فی بیته ثم یدرک جماعة،،میں بھی یہ مروی ہے کما سیأتی-یہ روایت سنداً صحیح ہے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں، یعلی بن عطاء کے استاذ جابر بن یزید بن الاسود العامری ثقہ تابعی ہیں۔اور ان کے والد یزید بن الاسود صحابی ہیں۔جن سے ان کے لڑکے جابر بن یزید یہ واقعہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ منیٰ میں فجر کی نماز ادا کی اور جب آپ نے سلام پھیرا تو پھیرا تو قبلہ کی طرف سے رخ پھیر کر مقتدیوں کی طرف کرلیا۔اس رویت میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا ذکر نہیں ہے۔کما تری۔

تنبیہ: واضح ہوہ مصنف ابن ابی شیبہ طبع ملتان میں ''جابر بن یزید بن الأسود العامری،،کے بجائے ''عن جابر بن یزید عن الأسود العامری،،ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ''اسود عامری،،کوئی راوی ہیں جن سے ''جابر بن یزید،،روایت کرتے ہیں۔غالباً مولانا عبدالتواب ملتانی کے اصل قلمی نسخہ میں یوں ہی یعنی: ''جابر بن یزید عن الاسود،،رہا ہوگا جس پر ان

کو تنبیہ نہیں ہوا، اور اصل کے مطابق جوں کو توں چھاپ دیا، لیکن ہمارے نزدیک میں تصحیف ہوگئی ہے یعنی : اصل میں یزید بن الاسود تھا ''بن،، کے بجائے ناسخ کی غلطی سے ''عن،، ہوگیا، اس قسم کی تصحیف کا ہوجانا ذرا بھی مستبعد نہیں۔

''فتاویٰ نذیریہ،، کے تینوں مفتی حضرات کے سامنے بھی مصنف کا یہی نسخہ رہا ہوگا جس میں ''بن الاسود،، کے بجائے ''عن الاسود،، ہے۔ اور مصنف طبع حیدر آباد میں ''یزید بن الاسود،، یا ''یزید عن الاسود،، کے بجائے ''یزید الاسود،، طبع ہوا ہے ''بن،) یا ''عن،، سرے سے ساقط ہوگیا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ بھی غلط ہے۔ صحیح۔ '''یزید بن الاسود،، ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ حدیث سنن ابوداؤد (کتاب الصلاۃ (664) 1 409) عون المعبود 1 237، ''باب الامام یتحرف بعد السلام،، میں بطریق ابوداؤد اس طرح مروی ہے :

''حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ «صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَلَمَّا صَلَّى انْحَرَفَ،، ہذا اللفظ النسائی، ولفظ أبي داود : ''قال : صليت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم، فكان إذا سلم انحرف،، اور حافظ ''اصابہ،، 3/614 میں لکھتے ہیں : یزید بن الأسود العامری ویقال الخزاعی، روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنہ صلی خلفہ، فکان إذا انصرف انحرف، روی عنہ جابر بن یزید ولدہ، وحدیثہ فی السنن الثلاثۃ بہذا وغیرہ،، معلوم ہوا کہ یزید مذکور اسود کے بیٹے ہیں اور صحابی ہیں جن سے ان کے لڑکے جابر بن یزید واقعہ مذکورہ روایت کرتے ہیں۔ پس مصنف کی سندیوں ہونی چاہیے۔ ''عن جابر بن یزید بن الاسود العامری عن ابیہ.،،

فتاویٰ نذیریہ کے تینوں مقاموں میں روایت مذکورہ کے آخر میں الحدیث یا لخ کے ذریعہ جس طویل روایت کی طرف اشارہ کیا ہے وہ اسی سند کے ساتھ مسند احمد (4 161)، ترمذی مع التحفہ (1 188)، ابوداؤد مع العون (1 225ھ)، نسائی (1 99)، دار قطنی (ص: 158 159)، مستدرک حاکم (1 245)، بیہقی (1 201) صحیح ابن حبان، صحیح ابن السکن مصنف عبدالرزاق 2 421، مسند ابوداؤد الطیالسی معرفۃ الصحابہ لابن مندۃ، المصنف لابن ابی شیبہ (2 272-273) ''باب یصلی فی بیتہ ثم یدرک جماعۃ،، میں مروی ہے۔

جامع ترمذی کے الفاظ یہ ہیں : ''حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّتَهُ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ فِي مَسْجِدِ الخَيْفِ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ انْحَرَفَ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلَيْنِ فِي أُخْرَى القَوْمِ لَمْ يُصَلِّيَا مَعَهُ، فَقَالَ: عَلَيَّ بِهِمَا، فَجِيءَ بِهِمَا تُرْعَدُ فَرَائِصُهُمَا، فَقَالَ: مَا مَنَعَكُمَا أَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا، فَقَالَا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا كُنَّا قَدْ صَلَّيْنَا فِي رِحَالِنَا، قَالَ: فَلَا تَفْعَلَا، إِذَا صَلَّيْتُمَا فِي رِحَالِكُمَا ثُمَّ أَتَيْتُمَا مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَصَلِّيَا مَعَهُمْ، فَإِنَّهَا لَكُمَا نَافِلَةٌ ،، (کتاب الصلاۃ باب ماجاء فی الرجل یصلی وحدہ ثم یدرک الجماعۃ (219) 1/424)
. اسی کے قریب دوسری مذکورہ کتابوں کے الفاظ بھی ہیں۔

مذکورہ تفصیل سے واضح ہوگیا کہ مختصر اور مطول دونوں میں سے کسی روایت میں بھی ''ورفع یدیہ فدعا،، کی زیادۃ موجود نہیں ہے اور سند میں ''جابر بن یزید بن العامری عن ابیہ،، یعنی : ''بن الاسود،، کے بجائے ''عن الاسود،، یا ''بن،، کے حذف کے ساتھ ساتھ صرف ''الاسود،، غلطہے۔ ہماری اس تحقیق کی بناء پر قائلین دعاء برفع الیدین بعد السلام عن المکتوبۃ کی چوتھی دلیل قابل اطمینان ولائق قبول نہیں رہ جاتی۔ واللہ اعلم۔

فرض نماز سے سلام کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے ثبوت میں وہ احادیث بھی پش کی جاتی ہیں جن میں بلاوقت کی تعیین کے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا مذکور ہے۔ یا ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کی فضیلت وارد ہے۔ جو تحفہ الاحوزی وغیرہ میں مذکور ہیں۔

ہمارے نزدیک فرض نماز سے سلام پھیرنے کے بعد بغیر التزام کے امام اور مقتدیوں کا ہاتھ اٹھا کر آہستہ آہستہ دعا کرنا جائز ہے، خواہ انفرادی شکل میں ہو یا احتماعی شکل میں۔ ہمارا عمل اسی پر ہے پانچوں نمازوں کے بعد اجتماعی شکل میں دعا کرنے کا التزام نہیں ہے۔ غرض یہ ہے کہ دعا کبھی ہاتھ اٹھا کر کی جاتی ہے، اور کبھی بغیر ہاتھ اٹھائے ہوئے، اور کبھی اجتماعی شکل میں اور کبھی منفرداً۔ ہماری تحقیق میں ہی صورت اقرب الی السنہ ہے۔ اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس کا بلند آواز سے دعا مانگنا اور مقتدیوں کا ہاتھ اٹھا کر زور زور سے آمین کہتے جانا اور امام اور مقتدیوں کی دعا کی اس ہیئت کذائی کو موکد سمجھ کر اس کا التزام کرنا، یہ طریقہ سنت سے بعید ہے اور میرے نزدیک مجدالدین فیروز آبادی صاحب سفر السعادۃ اور حافظ ابن القیم اور امام ابن تیمیہ کے مذکورہ کلاموں کا جنہیں آپ نے سوال میں ذکر کیا ہے یہی محمل ہے۔ مطلقاً دعا کرنے کا خواہ ہاتھ اٹھا کر ہو یا بغیر ہاتھ اٹھائے

ہوئے اس کا انکار مقصود نہیں ہے۔ حضرت نواب والا جاہ مرحوم ''دلیل الطالب ،، 1 323 میں سفر السعادۃ سے اس کے مصنف کا مذکو ہ کلام نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں ۔ مراد نفی دوام است بہئیت کذائی الیوم والا دعا بعد از فریضۃ ثابت ست کما تقدم ،، انتہی۔ ہذا ما ظہر لی والعلم عند اللہ تعالی

املاہ عبید اللہ الرحمانی المبارکفوری 18/11/1397ھ

(محدث بنارس جون 1982ء)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 302

محدث فتویٰ